سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۳۲
آدابِ راہِ وفا
جنوبی افریقہ کے شہر اسٹینگر کا ایک وعظ
عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
الاختر
ٹرسٹ انٹرنیشنل
کراچی
پشاور
لاہور
بہاولنگر
اسلام آباد
بنوں
لاہور آفس : یادگار خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ
پوسٹ بکس نمبر 2074 لاہور پوسٹ کوڈ نمبر: 5400 فون: 6373310 - فیکس: 042-6370371

آدابِ راہِ وفا

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

*

الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)
الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل
کراچی ○ لاہور ○ اسلام آباد ○ پشاور ○ بہاولنگر ○ بنوں

زیرِ سرپرستی یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ ○ پوسٹ بکس نمبر 2074
جامع مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیا گھر شاہراہ قائد اعظم لاہور پوسٹ کوڈ نمبر 54000
فیکس: 042-6370371 — 042-6373310 ☎

فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
یہ نسبت دوستو اس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
جو کچھ یہ نشر کرتا ہوں غلامی تیرے رازوں کے

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

سلسلہ
اشاعت دعوۃ الحق ۲۸۳

نام وعظ : ـــــــ آدابِ راہِ وفا

واعظ : ـــــــ عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع وعظ : ـــــــ حضرت سید عشرت جمیل ملقب بہ میر صاحب مدظلہم العالی

تصحیح کتابت : ـــــــ مولانا محمد یوسف حقانی مدظلہم العالی

کتابت : ـــــــ قاضی نثار النبی

اشاعت : ـــــــ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ

ناشر : ـــــــ الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل (رجسٹرڈ) کراچی۔ لاہور۔ اسلام آباد۔ پشاور۔ بہاولنگر

ملنے کے پتے

لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور
بالمقابل چڑیا گھر ○ شاہراہ قائد اعظم ○ لاہور
پوسٹ بکس نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 042-6373310
فیکس: 042-6370371

انجمن احیاء السنہ (رجسٹرڈ) نفیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920
042-6861584 - 6551774:

نگران اشاعت ڈاکٹر عبد المقیم خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

32 راجپوت بلاک نفیر آباد باغبانپورہ۔ لاہور فون: 042-6861584-042-6551774

فہرست

صفحہ	عنوان

☆

عرضِ مرتب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

عارف باللہ حضرت مرشدنا و مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا یہ وعظ ملقب بہ "آدابِ راہِ وفا" جنوبی افریقہ کے شہر اسٹینگر میں ۲۶ جمادی الاول ۱۴۱۸؁ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۹۷؁ء بروز اتوار بعد مغرب جناب عبدالقادر ڈیسائی صاحب کے مکان پر ہوا جن کی دعوت پر حضرت والا نے وہاں کا سفر فرمایا تھا۔

ڈربن اور پیٹر میر ٹز برگ اور دیگر شہروں سے حضرت والا سے تعلق رکھنے والے علماء و دیگر احباب تشریف لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اہلِ محبت کی استقامت اور اہلِ محبت کی علامات کے منصوص دلائل اور محبت کے آداب و شرائط اور حصولِ محبت کے طریقے حضرت والا نے اپنے مخصوص اندازِ کیف و مستی اور دردِ محبت میں ڈوب کر بیان فرمائے کہ سامعین پر وجد طاری ہوگیا۔ وعظ کے بعد بہت سے علماء کرام نے اس کی اشاعت کی فرمائش کی چنانچہ جنوبی افریقہ میں ہی اس کو ضبط کرلیا گیا تھا اور آج ۱۵ شعبان المعظم ۱۴۱۸؁ھ بمطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۹۷؁ء بروز منگل طباعت کے لئے دیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ آمِیْن یَارَبَّ الْعَالَمِیْن بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم۔

احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ

یکے از خدام

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشنِ اقبال ۲ کراچی

آدابِ راہِ وفا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَمَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ۔

طبقۂ اہلِ وفا اور طبقۂ اہلِ جفا

طبقۂ اہلِ محبت کے گروہ سے اور اہلِ وفا کے گروہ سے اور عاشقانِ خداوند تعالیٰ کے گروہ سے الگ ایک طبقۂ نافرمان ہے۔ جس کو اہلِ ستم اہلِ جفا اور بے وفا کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَمَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ تم میں سے کچھ لوگ اہلِ جفا اور بے وفا نکلے جو اللہ تعالیٰ کو اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اسلام کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور کافر ہو گئے۔

نافرمانوں سے دوستی کا نتیجہ

اور ان اہلِ ستم اور اہلِ جفا کے برباد ہونے کا سبب کیا ہے وہ اس سے پہلی آیت میں بیان فرمایا کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ۔ اے ایمان والو، یہودیوں سے، عیسائیوں سے نافرمانوں سے دوستی مت کرو، ان کو اپنا ولی مت بناؤ۔ جو لوگ کسی نافرمان کو دوست بناتے ہیں تو اس دوستی کی راہ سے اس کی نافرمانی کے جراثیم

منتقل ہو جاتے ہیں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اِنَّ مُوَالَاتَ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى تُوْرِثُ الْاِرْتِدَادَ۔ یہود و نصاریٰ کی دوستی ارتداد کا سبب ہے لہٰذا نافرمانوں کو دوست بنانا اپنے دین کو تباہ کرنا ہے۔

اور نافرمانوں کی دوستی میں نفس بھی شامل ہے جو لوگ اپنے نفس سے دوستی کرتے ہیں اور اس کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو جیسے یہود و نصاریٰ اللہ کی بغاوت پر آمادہ ہیں اسی طرح انسان کا نفس بھی اللہ کی نافرمانی و بغاوت پر آمادہ رہتا ہے۔ نفس کو نافرمانی پر آمادہ نہیں کرنا پڑتا کیونکہ یہ تو خود اَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ ہے۔

مرتدین کے مقابلہ میں اہلِ محبت کی استقامت کی دلیل

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مرتدین بے وفا اور اہلِ جفا کے مقابلہ میں جلد ایک قوم پیدا کریں گا جو اہلِ وفا ہوں گے فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ جن سے میں محبت کروں گا اور وہ مجھ سے محبت کریں گے۔ معلوم ہوا کہ بے وفاؤں کے مقابلہ میں اہلِ محبت کا پیدا کرنا یہ دلیل ہے کہ اہلِ محبت بے وفا نہیں ہوتے کیونکہ بے وفا کا مقابلہ با وفا سے ہوتا ہے۔ اگر بے وفا کے مقابلہ میں بے وفا ہی آئیں تو کیا مقابلہ ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مرتدین اور بے وفاؤں کے مقابلہ میں اہلِ محبت کو پیش کر کے بتا دیا کہ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں وہ اہلِ وفا ہوتے ہیں اور اہلِ وفا کبھی مجھ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ محبت بہت عظیم نعمت ہے۔ محبت والا تو

جان دے دیتا ہے لیکن اپنے محبوب کو ناراض نہیں کرتا۔ محبت لفت نہیں عمل کا نام ہے۔

آیت مبارکہ میں یُحِبُّوْنَہٗ پر یُحِبُّھُمْ کی تقدیم کا راز

یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو پہلے بیان کیا اور اپنے عاشقوں کی محبت کو بعد میں یُحِبُّھُمْ یعنی اللہ تعالیٰ ان سے محبت کریں گے وَیُحِبُّوْنَہٗ اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ ؎

کام بنتا ہے فضل سے اختر
فضل کا آسرا لگاتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ ہماری محبت کے صدقہ میں تم باوفا بنو گے۔ علامہ آلوسی نے اس سوال کا یہی جواب دیا کہ قَدَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَحَبَّتَہٗ عَلٰی مَحَبَّۃِ عِبَادِہٖ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو اپنے بندوں کی محبت پر اس لئے مقدم فرمایا تاکہ صحابہ جان لیں کہ اِنَّھُمْ یُحِبُّوْنَ رَبَّھُمْ بِفَیْضَانِ مَحَبَّۃِ رَبِّھِمْ کہ یہ اپنے رب کی محبت کے فیضان کے صدقہ میں مجھ سے محبت کر رہے ہیں اور فرمایا کہ میری محبت کی تین علامات ظاہر ہوں گی۔ جو لوگ محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن محبت اس وقت تک نہیں جب تک اس میں شدت نہ ہو۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کے وفادار بندوں کے لئے اشد محبت کی قید ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ اگر بال بچوں کی، مال و دولت کی ہموسوں اور پاپڑ کی محبت شدید بھی ہو تو کچھ حرج نہیں بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی محبت اشد ہو، کچھ فیصد زیادہ ہو۔ بال بچوں کی، کاروبار کی، بیوپار کی محبت اگر شدید ہے تو بس اللہ کی محبت اشد ہو۔ ۴۹ فیصد اگر کاروبار کی محبت ہے بس اکیاون فیصد اللہ کی محبت ہو تو اسے اشد محبت اللہ کی حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی تین علامات

تو اللہ تعالیٰ نے اہلِ محبت کی تین علامات بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی محبت اس درجہ کی ہم سب کو عطا فرمادیں کہ یہ تین علامات ہمارے اندر بھی آجائیں۔

پہلی علامت

مومنین کیساتھ تواضع وفنائیت، کفار کے ساتھ شدت

۱۔ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ یہ ہمارے عاشقین آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نہایت تواضع وخاکساری سے رہتے ہیں لیکن کافروں پر نہایت سخت ہیں اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ذَلَّ يَذِلُّ کا صلہ ہمیشہ لام آتا ہے جیسے ذَلَّ زَيْدٌ نَفْسَهٗ لِفُلَانٍ۔ زید نے اپنے نفس کو ذلیل کر دیا فلاں کے لیے لیکن یہاں علیٰ کیوں آیا؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ نے نحو کے کُلّیہ کے خلاف علیٰ استعمال کیا تاکہ اقوامِ عالم کو معلوم ہو جائے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو ذلیل کرنا اس لیے نہیں ہے کہ یہ ذلت کے عادی تھے بلکہ علیٰ نازل کرکے بتا دیا کہ یہ بہت بڑے درجہ کے لوگ ہیں مع علوء مراتبھم و مع علوء شانھم یہ اپنے نفس کو مٹا رہے ہیں اپنے مُسلمان بھائیوں کے سامنے اپنے نفس کو ذلیل کر دیتے ہیں اور اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے، اپنے نفس کی اکڑفوں کو ختم کر چکے۔ ایک مُسلمان دوسرے مُسلمان کے سامنے بچھا جاتا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک دفعہ چوک ہو گئی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے بلال تم کالے ہو لیکن فوراً تنبیہ ہوتی کہ آج یہ میرے منہ سے کیا نکل گیا۔ فوراً زمین پر لیٹ گئے۔ ؎

چوم لیتا ہے فلک بڑھ کے زمیں کو اخترؔ
ہو مبارک کسی عاصی کا پشیماں ہونا

اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ یا سیدی بلال! اے میرے سردار بلال! اپنے پاؤں سے مجھے روند ڈالو تاکہ میری یہ خطا اللہ تعالیٰ مُعاف فرما دیں۔ یہ ہے اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ لیکن کفار کے ساتھ صحابہ کیسے ہیں؟ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ اگر یہ فطرۃً ذلیل ہوتے تو کافروں پر کیوں اشد ہیں۔ معلوم ہوا کہ اپنی فطرت کے اعتبار سے یہ بہت بڑے لوگ ہیں اپنے علوء مراتب و علوء شان کے باوجود یہ اپنے ایمان والے بھائیوں کے سامنے بچھے جاتے ہیں، یہ ان کا کمال ہے اور اس میں محبت کی داستان ہے۔ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ کا یہ علیٰ پہلے علیٰ کی تائید کر رہا ہے کہ

بہ سبب بلندی درجات کے صحابہ میں تواضع وخاکساری کی یہ کیفیت ہے۔

دوسری علامت

جہاد فی سبیل اللہ

(۲) یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اللہ کے راستہ میں یہ لومڑی کی طرح بزدل نہیں رہتے، مشقت ومجاہدہ اٹھاتے ہیں استقامت سے رہتے ہیں اور استقامت ہزاروں کرامت سے افضل ہے اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ اَلْفِ کَرَامَةٍ۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دین پر استقامت سے رہنا ہزار کرامت سے افضل ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک خادم جو دس سال سے حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے آپ کے اندر کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ دس سال کے اندر تم نے مجھے اللہ کی کوئی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھا؟ کہا کہ میں نے آپ کے اندر کبھی کوئی نافرمانی نہیں پائی۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آہ جس جنید نے دس سال تک اپنے مالک اور مولیٰ کو ایک سانس ناراض نہیں کیا ظالم تو اس سے بڑی اور کیا کرامت چاہتا ہے؟

اس سفر میں مجھے ایک علمِ عظیم نصیب ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ استقامت والا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتا رہے وَلَا یَرُوْغُ رَوَغَانَ الثَّعَالِبِ اور لومڑیوں کی طرح راہِ فرار نہ اختیار کرے۔ سموسہ اور بریانی اور پلاؤ پر دمادم ہاتھ مار رہا ہے

اور جب کوئی شکل آگئی تو اسے الو کی طرح دیکھ رہا ہے۔ اس وقت اللہ کے رزق کا حق کیوں اس نے ادا نہیں کیا اور میں بہ قسم کہتا ہوں کہ جب یہ لوگ کسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو ان کے وہی معشوق سب سے زیادہ ان کو گالیاں دیتے ہیں اور آپس میں تذکرہ کرتے ہیں کہ اچھا ہوا جو مر رہا ہے، یہ نالائق ہمارے ساتھ منہ کالا کرتا تھا۔ کوئی معشوق دعا نہیں کرتا کہ اے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کر دے بلکہ جب یہ دیکھتے ہیں کہ اب یہ ہمارے کام کا بھی نہیں رہا اور کمزور ہو گیا تو مزید دو لات مار کر بھاگ جاتے ہیں۔ بتاؤ ہے کوئی مصیبت میں کام آنے والا؟ اسی لئے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُذْكُرُوا اللّٰهَ فِي الرَّخَا جب خدا تم کو آرام سے رکھے تو اپنے مالک کو خوب یاد کرتے رہو يَذْكُرْكُمْ فِي الشِّدَّةِ تو تکلیف میں خدا تم کو یاد رکھے گا۔ جو سکھ میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو دکھ میں اللہ تعالیٰ اس کو یاد رکھتے ہیں۔ ایسے باوفا مالک کو چھوڑ کر کہاں بے وفاؤں پر مر رہے ہو؟

مجاہدہ کی چار اقسام

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اہلِ وفا بننے کے لئے صرف لفظ محبت کا استعمال کافی نہیں ہے، اللہ پاک کی منصوص علامات کو اپنی حالت سے ملاؤ کہ وہ علامات ہم میں ہیں بھی یا نہیں؟ جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں ان میں جو علامات ظاہر ہوتی ہیں ہم دیکھیں کہ وہ علامات ہمارے اندر ہیں یا نہیں؟ يُجَاهِدُوْنَ

فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں، غم اُٹھاتے ہیں حلوہ کھانے سے اللہ نہیں ملتا، بلوہ اُٹھانے سے ان کا جلوہ ملتا ہے اِس یُجَاھِدُوْنَ کی چار تفسیر ہے۔

(۱)۔ رضائے حق کی تلاش میں مشقت اُٹھانا

اَلَّذِیْنَ یَخْتَارُوْنَ الْمُشَقَّۃَ فِیْ اِبْتِغَاءِ مَرْضَاتِنَا۔ جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے تکالیف اُٹھاتے ہیں مان لیجئے بہت ہی حسین شکل سامنے آگئی تو اس سے نظر بچانے کی تکلیف اُٹھانا برداشت کرتے ہیں جس مالک کے رزق سے آنکھوں میں روشنی ہے اور ہمیں دکھائی پڑ رہا ہے۔ اگر دس دِن کھانا نہ ملے تو کچھ نظر آئے گا؟ بڑا ظالم ہے وہ شخص ڈوب مرنے کی بات ہے کہ اس مالک کا رزق کھا کر اس کی مرضی کے خلاف دیکھتا ہے جس نے رزق دے کر آنکھوں کو روشنی دی ہے اس رزاق کو بے حیائی سے ناراض کرتا ہے۔ یہ موقع ہے اللہ تعالیٰ کے لیے تکلیف اُٹھانے کا۔ دِل پر غم اٹھا لو اپنی خوشیوں کو آگ لگا دو۔ اللہ تعالیٰ کی خوشی کو اپنی خوشیوں پر مقدم کرو۔ مالک کا قانون نہ توڑو اپنا دل توڑ دو۔ یہ ہے بندۂ باوفا۔

مولانا رومی صاحبِ قونیہ کی قبر کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دے۔ آج کل میں مولانا رومی کو صاحبِ قونیہ کہہ رہا ہوں کیونکہ جن لوگوں نے میرے ساتھ قونیہ کا سفر کیا ہے ان کی کافی تعداد یہاں موجود ہے، وہ جانتے ہیں کہ اس سفر میں کیا لُطف آیا تھا صاحبِ قونیہ کہنے سے وہ مزہ یاد آجاتا ہے تو

اگر کوئی حسین شکل سامنے آجائے تو صاحبِ قونیہ کا یہ مصرع پڑھ لیجئے کہ۔

امرِ شہ بہتر بہ قیمت یا گہر

فرماتے ہیں کہ نظر بچانے کا قانونِ خداوندی زیادہ قیمتی ہے یا یہ حسین موتی زیادہ قیمتی جن کی شکل بگڑنے کے بعد تم ان سے گدھے کی طرح بھاگو گے حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ اے ظالمو! اب کیوں بھاگتے ہو؟ اب اس کی قیمت کیوں نہیں لگاتے؟ ان کے کرم کی بدولت ہماری یہ خرمستیاں ہیں، ورنہ اگر اللہ تعالیٰ ایک ایک فرشتہ مقرر کردیتا کہ جو کوئی کسی حسین کو دیکھے تین جوتے اس کی کھوپڑی پر لگاؤ تو ہر شخص دیکھتا رہتا کہ کس پر جوتے پڑ رہے ہیں۔ کس قدر رسوائی ہوتی مگر پھر عالمِ غیب نہ رہتا، عالمِ امتحان نہ رہتا۔ مالک کو ناراض کرنا حیا کے بھی خلاف ہے۔ اس مالک کو ناراض نہ کرو جس نے ہمیں وجود بخشا۔ زندگی دی اور توفیقِ بندگی دی۔ مسلمان کے گھر میں پیدا کرکے ہم کو ایمان اور اسلام عطا فرمایا۔ لہٰذا ایسے مالک کو خوش کرنے کے لیے قانونِ خداوندی کو مت توڑو، اپنا دِل توڑ دو۔ میں پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کی زیادہ عظمت ہے یا ہمارے دِل کی اور دِل توڑنے کی یہ ہمت خانقاہوں سے اور اللہ والوں کی صحبت سے ملتی ہے۔ جب اللہ والوں کے ساتھ رہ کر بھی دِل توڑنے کی توفیق نہ ہوئی تو بتاؤ پھر کہاں جاؤ گے؟ حسینوں کے حُسن کو ہینڈل نہ کرو، ورنہ سر پر انہیں حسینوں کی سینڈل پڑے گی۔ لہٰذا اپنا دِل توڑ لو ایسے شکستہ دل ہی کو اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے۔ بتایئے اللہ تعالیٰ کا پیار زیادہ قیمتی ہے یا ان لیلاؤں کا؟ جو بندہ اپنا دل توڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ

کی رحمت حلاوتِ ایمانی کی صورت میں اس دل کا پیار لیتی ہے۔ اس پر میرا ایک اُردو شعر ہے جس کو جب مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سُنا تو فرمایا کہ میں سمجھتا تھا کہ تمہارا فارسی شعر ہی درد بھرا ہوتا ہے۔ لیکن آج معلوم ہوا تمہاری اُردو شاعری بھی عجیب و غریب ہے۔ وہ شعر یہ ہے ؎

تِرے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مُبارک مُجھے میری ویرانیاں ہیں

نہ ہم اپنا دِل توڑتے نہ اللہ تعالیٰ ہمارے شکستہ دِل کی تعمیر حلاوتِ ایمانی سے فرماتا۔ اللہ تعالیٰ کا وفادار بننے کا آج نسخہ بیان ہو رہا ہے' آج راہِ وفا کے آداب سکھا رہا ہوں آج کی تقریر کا نام آدابِ راہِ وفا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وفادار بندوں کا رستہ دکھا رہا ہوں۔

تواضع کے حُصول اور تکبر سے نجات کا طریقہ

جس کا پہلا نمبر ہے کہ تواضع سے رہو تکبر نہ آنے دو اور اس کا علاج یہ ہے کہ ہم روزانہ اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ اے خدا میں تمام مُسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی المآل۔ مآل کے معنی ہیں انجام یعنی انجام کے اعتبار سے کمتر ہوں کیونکہ معلوم نہیں کہ خاتمہ کیسا ہونا ہے۔ ابھی ہم کیسے سمجھیں کہ کافر اور جانور ہم سے خراب ہیں یہ تو خاتمہ کے بعد معلوم ہوگا۔ اگر خاتمہ اچھا ہوگیا تو اس وقت یقیناً ہم کافروں سے اور جانوروں سے اچھے ہوں گے اور اگر خدانخواستہ جس کا خاتمہ خراب ہوگیا تو کافر اور جانور اس سے اچھے ہیں۔ یہ دو

جُملے حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سکھاتے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کرو تو انشاء اللہ تکبر سے پاک ہو جاؤ گے مگر پھر بھی اپنے آپ کو پاک نہ سمجھو۔

تزکیہ فرض، خود کو مُزکّٰی سمجھنا حرام

اپنے نفس کو پاک کرنا تو فرض ہے لیکن پاک سمجھنا حرام ہے۔

فَلَا تُزَكُّوٓا اَنْفُسَكُمْ کی نص ہے کہ اپنے نفس کو مُزکّٰی اور پاک و صاف نہ سمجھو۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا۔ نفس کا تزکیہ تو فرض ہے لیکن مُزکّٰی اور پاک سمجھنا حرام ہے۔

حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دو جُملے میں بھی اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہوں کہ اے اللہ سارے مُسلمانوں سے اختر کمتر ہے۔ فی الحال۔ نہ معلوم کس کی کیا ادا اللہ کے یہاں پسند ہو اور میری کوئی ادا اللہ کے یہاں باعثِ سزا ہو گئی ہو اور تمام کافروں اور جانوروں سے میں کمتر ہوں فی المآل کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ میرا خاتمہ کیسا ہو گا؟ لہٰذا کافروں کی تحقیر بھی حرام ہے۔ بلکہ واجب تحقیر حرام۔ کفر سے نفرت کرو لیکن کسی کافر کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مرنے سے پہلے وہ کلمہ پڑھ لے۔ مولانا رومی صاحبِ قونیہ فرماتے ہیں ؎

ہیچ کافر را بخواری منگرید
کہ مُسلماں بودنش باشد امید

کسی کافر کو بھی حقارت سے مت دیکھو کیونکہ ابھی اس کے مُسلمان ہونے کی

اُمید ہے۔ اہلِ وفا کی دوسری علامت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی یُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جس کا پہلا نمبر ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اپنا دِل توڑ دے لیکن اللہ کا قانون نہ توڑے۔ کوئی حسین شکل سامنے آگئی تو دل سے کہہ دے کہ اے دِل میں تجھے توڑ دوں گا لیکن اللہ تعالیٰ کا قانون نہیں توڑوں گا۔ کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نہیں ہیں؟ کیا ان کو رحم نہیں آئے گا کہ میرا بندہ میرے لیے کتنا غم اُٹھا رہا ہے؟

دورِ حاضر میں منتہائے اولیاء صدیقین تک پہنچنے کا ایک عمل

ایسا سالک اولیاء صدیقین کی خطِ انتہا تک پہنچ جائے گا جو ایک ہی عمل کرلے کہ نظر کو کبھی خراب نہ کرے کیونکہ اس زمانہ میں عریانی کی اتنی کثرت ہے کہ نظر بچا بچا کر دِل پر اتنا غم آئے گا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو اپنی آغوشِ رحمت میں اُٹھالے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ ایمان صدیقین عطا فرمادے گا! اس کا دِل جلوہ گاہِ حق ہوگا، اس میں تجلیات ربانی کی فراوانی ہوگی۔ اس کا قلب اور اس کا ایمان جلا بھنا کباب ہوگا۔ جدھر سے گذر جائے گا کافر کو بھی یقین کرنا پڑے گا کہ کوئی اللہ والا جارہا ہے، اس کے چہرے پر قلب کی تابانی کا اثر ہوگا اور بدنظری کرنے والوں کے چہرہ پر لعنت کا اثر ہوتا ہے اِنْ لَّمْ يَتُبْ اگر توبہ نہ کرے۔ توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ اس کی تلافی فرمادیتے ہیں۔

(۲) دین کی نُصرت و اشاعت میں مُشقّت اُٹھانا

اور اہلِ وفا کے راستہ

کا دوسرا نمبر یعنی مجاہدہ کی دوسری قسم ہے اَلَّذِیْنَ یَخْتَارُوْنَ الْمُشَقَّۃَ فِیْ نُصْرَۃِ دِیْنِنَا جو دین پھیلانے کے لئے رات دن غم اٹھاتے ہیں دربدر پھرتے ہیں ؎

پھرتا ہوں دِل میں درد کا نشتر لئے ہوئے
صحرا و چمن دونوں کو مضطر کئے ہوئے

(۳) احکاماتِ الٰہیہ کی تعمیل میں مُشقّت اُٹھانا

اور اللہ تعالےٰ کے راستہ کے مُجاہدے کی تیسری قسم ہے اَلَّذِیْنَ یَخْتَارُوْنَ الْمُشَقَّۃَ فِی امْتِثَالِ اَوَامِرِنَا جو اللہ کے احکام بجالانے میں ہر مشقت اُٹھالیتے ہیں۔

(۴) اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا غم اُٹھانا

اور چوتھا مُجاہدہ ہے اَلَّذِیْنَ یَخْتَارُوْنَ الْمُشَقَّۃَ فِی الْاِنْتِہَاءِ عَنْ مَنَاہِیْنَا۔ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کا غم اُٹھالیتے ہیں نفس پر غالب ہوتے ہیں یہ نہیں کہ نفس کی کُتّی ان پر غالب ہوجائے، نفس کے اشاروں پر ناچنا بڑی ذلّت کی بات ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ ارشاد یاد کرلیجئے کہ اہلِ وفا اور اہلِ استقامت وہ ہیں کہ اَلَّذِیْ لَا یَرُوْغُ رَوْغَانَ الثَّعَالِبِ۔ جو لومڑی کی طرح راہِ فرار اختیار نہیں کرتے۔ کھانے میں پیش پیش، دسترخوان پر کباب اور بریانی سے کم نہ ہو اور ٹھنڈا پانی بھی ہو خوش خوراک، خوش لباس لیکن جب گناہ سے بچنے کا موقع آتا ہے تو لومڑی کی طرح بزدل ہوجاتے ہیں اور حسینوں کا حرام نمک

چکھنے لگتے ہیں۔ یہ نمک حرامی اتنی خبیث عادت ہے جس سے اس کی زندگی ضائع ہو جاتی ہے اور یہ صاحبِ نسبت نہیں ہو سکے گا۔ نافرمانی کے ساتھ اللہ کا ولی نہیں بن سکتا اسی نافرمانی میں اگر موت آگئی تو پچھتائے گا کہ وہ شکلیں کیا ہوئیں، وہ لیلائیں کدھر گئیں جن پر ہم مر رہے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے، اللہ تعالیٰ نے کُتا اور گدھا تو نہیں بنایا عقل سے سوچو۔ طبیعت کے غلام مت بنو۔ طبیعت پر عقل کو اور عقل پر شریعت کو غالب کرو۔ جو شخص کھاتے خوب اچھا اچھا اور کام میں سُست ہو جاتے، لومڑیانہ پن دکھاتے، اسے عرفِ عام میں کہتے ہیں کام چور نوالہ حاضر۔ جب اللہ تعالیٰ نے کام بتایا کہ دیکھو یہاں نظر مت ڈالنا تو کہتا ہے کہ میں تو لومڑی ہوں میرے اندر تو ہمت ہی نہیں ہیں تو ان کالی گوری کو دیکھوں گا جب کوئی حسین شکل سامنے آتی ہے تو نبی کی بددعا لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ۔ مجھے یاد ہی نہیں آتی، قرآنِ پاک کی آیت یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔ مجھے یاد ہی نہیں آتی، اللہ و رسول کے تمام فرمان عالیشان بھول جاتا ہوں لیکن کھانا کبھی نہیں بھولتا۔ مجال ہے کہ کباب، بریانی، ٹھنڈا پانی اور گرین مرچ میں بھول جاؤں میں وہ عاشق شوریدہ سر اور شوریدہ لسان ہوں کہ دستر خوان پر شور مچا دوں گا اگر شوربہ، گرین مرچ اور برف کا پانی نہ پاؤں گا۔ دوستو! شرافتِ بندگی یہ ہے کہ اس رزاق، مالک اور محسنِ حقیقی کا شکرادا کرو۔ جو ایسی ایسی نعمتیں کھلاتا ہے۔ نظر بچانے میں تھوڑی دیر تکلیف ہوگی۔ لیکن واللہ کہتا ہوں کہ اس مجاہدہ سے دِل کو جب فوراً حلاوتِ ایمانی عطا ہوگی تو اتنا مزہ پاؤ گے کہ دونوں جہاں کا

حاصل پا جاؤ گے۔ جب لیلاؤں سے نظر بچا کر مولیٰ کو دل میں پاؤ گے تو کہو گے کہ اے میرے ربِ دو جہاں، مالکِ دو جہاں، خالقِ دو جہاں! اے میرے حاصلِ دو جہاں ؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دِل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

جس کے دِل میں وہ مولیٰ آتا ہے دونوں جہان کی لذت وہ دِل میں پا جاتا ہے اور ان لعنتی کاموں کے بعد ان نظر بازوں کے سر پر قرآن رکھ کر پوچھو جو مسلمان ہیں کہ نظر کے بعد قلب میں کیسی ظلمت اور اندھیرا پیدا ہوتا ہے، حلاوتِ ایمانی سے محروم ہوتے۔ لعنتِ شیطانی میں مبتلا ہوئے اور بُعدِ قربِ رحمانی کی سزا میں گرفتار ہوئے، دِل بے کیف ہوگیا۔

سوءِ خاتمہ کا ایک عبرتناک واقعہ

بعضوں کا خاتمہ بھی خراب ہوگیا کیونکہ وہ نازک وقت ہوتا ہے

جو دل میں ہو گا وہی منہ سے نکلے گا۔ اگر دِل میں مولیٰ ہے تو مولیٰ ہی کا نام نکلے گا۔ اگر دِل میں لیلائیں ہیں تو وہی معشوق یاد آئیں گے۔ علامہ ابنِ قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک شخص کسی حسین شکل کے عشق میں مبتلا ہوگیا، جب مرنے لگا اور اسے کلمہ پڑھایا گیا تو اس نے یہ شعر پڑھا ؎

رضاك اشهى الى فرادى
من رحمة الخالق الجليل

اے محبوب تیرا خوش ہو جانا مجھے اللہ کی رحمت سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

نَعُوذُ بِاللہ ۔ کافر ہو کر مرا ۔ اس لیئے غیر اللہ کو جلدی دِل سے نکال دو تاکہ بُرے خاتمہ سے بچ جاؤ۔

گناہ کی تکلیف وہ لذت اور اس کی مثال

اور گناہ سے کچھ ملتا بھی نہیں۔ گناہ کی لذّت کی مثال خارش میں کُھجلانے کی سی ہے ۔ کسی کو کُھجلی کا مرض ہو گیا تو کھجلانے میں مزہ آتا ہے۔ کہتا ہے کہ میری شادی ہو رہی ہے' ولیمہ ہو رہا ہے' دیگیں چڑھی ہُوئی ہیں' شامیانہ بھی لگا ہوا ہے اور جب کُھجلاتے کُھجلاتے کھال پھٹ گئی ۔ خُون نکل آیا، جلن بڑھ گئی تب کہتا ہے کہ ارے یہ تو بہت تکلیف ہو رہی ہے' میری بیوی بھی مر گئی' ولیمہ کی دیگیں بھی اُڑ گئیں اور آندھی ایسی آئی کہ شامیانہ بھی اُڑ گیا۔ خارش کا عِلاج کھجلانا نہیں ہے بلکہ خُون کے فساد کا عِلاج کراؤ ۔ جب خون سے گندگی اور غلاظت نکل گئی اور کھال اچھی ہو گئی ۔ پھر کسی تندرست آدمی کے کھجلاؤ تو کہے گا کہ کیا فضول حرکت کر رہے ہو؟ مجھے تکلیف ہو رہی ہے' تو جب دل صحیح ہو جائے گا اور دل کا فساد اور گندگی اور غلاظت پسندی نکل جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے نُور سے دِل منوّر رہے گا تو پھر گناہوں کو خود ہی دِل نہ چاہے گا۔ ہلکا سا تقاضا ہوگا جیسے مہذّب گھوڑا کبھی تھوڑی سی شوخی دکھا دیتا ہے ۔ لیکن ایسا نہیں کرے گا کہ آپ کو خندق میں گرا دے۔ اسی طرح نفس میں ہلکا سا تقاضا ہو گا۔ لیکن وہ آپ کو مغلوب نہیں کر سکتا۔

اِنکشافِ حضُوریٔ حق غیر اللہ سے انقطاعِ کامل پر موقوف ہے

لہٰذا ان لیلاؤں سے

مرنے والی لاشوں سے جان چھڑاؤ۔ بتائیے یہ لیلائیں بیماری سے آپ کو شفا دے سکتی ہیں؟ روزی دے سکتی ہیں؟ زندگی اور موت ان کے اختیار میں ہے؟ پھر کہاں مرنے والوں پر مرتے ہو۔ میں زیادہ محنت اس پر کر رہا ہوں کہ ہمارا دِل ان فانی لیلاؤں سے بچ جائے اور ہم مولیٰ پا جائیں کیونکہ جس دن لا الٰہ کامل ہو جائے گا تو سارے عَالم میں اللہ ہی اللہ ہے۔ لیلیٰ سے نظر بچا لو تو سارے عالم میں مولیٰ ہے۔ سمندر اس نے پیدا کیا، پہاڑ اس نے بنائے سُورج اور چاند میں، سارے عالم میں اس ہی کا تو جلوہ ہے لیکن لیلاؤں کے عشق سے ہماری آنکھوں میں غفلت کا موتیا اُتر آیا ہے جس کی وجہ سے ہمیں اللہ تعالیٰ نظر نہیں آتا۔ میری یہ بات غور سے سُن لیجئے کہ جس دن ان لیلاؤں سے نجات ملی آپ ایک لمحہ کو اللہ تعالیٰ سے محروم نہیں رہیں گے۔ دوامِ وصل اور وصلِ دوام حاصل ہو گا۔

تیسری علامت

ملامتِ مخلوق سے بے خوفی اور اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی تیسری علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لانے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے میں وہ کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتے لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ۔

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ لَوْمَةَ واحد ہے لیکن اسمِ جنس ہے اور اسمِ جنس میں قلیل اور کثیر سب شامل ہوتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے لَوْمَةَ نازل فرما کر یہ بتا دیا کہ یہ نہ سمجھ لینا کہ لَوْمَةَ واحد ہے بلکہ اسمِ جنس نازل کر

رہا ہوں جس کے یہ معنی ہوتے کہ میرے عشاق دُنیا بھر کی چھوٹی بڑی کسی قسم کی ملامتوں کی ذرہ برابر پروانہیں کرتے۔ اسی لیے ہر وقت میری مرضی پر قائم ہیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ لَوْمَةَ یہاں معنی میں لَوْمَاتٍ کے ہے لیکن بجائے جمع کے واحد کیوں نازل فرمایا یعنی لومات کے بجائے لَوْمَةٌ کیوں نازل فرمایا؟ اس اشکال کا جواب دیتے ہیں کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کی بلاغت ہے۔ اگر لَوْمَاتٍ نازل ہوتا تو کلام میں بلاغت نہ رہتی۔ لَوْمَةٌ اسم جنس نازل کر کے اللہ نے اپنے عاشقوں کا مقام ظاہر فرما دیا کہ میرے عاشق ساری دُنیا کی لَوْمَاتٍ کو لَوْمَةً وَّاحِدَةً سمجھتے ہیں، ساری دُنیا کی ملامتوں کے مجموعہ کو ایک ملامت کے برابر سمجھتے ہیں جیسے کہا جائے کہ سارے عالم کے طوفان میرے عاشقوں کے سامنے پانی کا ایک گھونٹ ہیں۔

مُجاہدہ فِی سبیلِ اللہ کا انعامِ عظیم

تو جس نے یہ چار مجاہدے کر لیے یعنی یَخْتَارُوْنَ الْمُشَقَّةَ فِی اِبْتِغَاءِ مَرْضَاتِنَا وَفِی نُصْرَةِ دِیْنِنَا وَفِی امْتِثَالِ اَوَامِرِنَا وَفِی الْاِنْتِهَاءِ عَنْ مَنَاهِیْنَا۔ تو کیا انعام ملے گا؟ لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہم ایسے مجاہدہ کرنے والے بندوں کو ہر وقت ہدایت دیتے ہیں حالاً و استقبالاً اور لام تاکید با نون ثقیلہ کے ساتھ فرمایا اور سُبُلَ فرمایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایک راستہ ہدایت کا نہیں دکھائے گا۔ ذرہ ذرہ سے ہدایت دے گا۔ عالم میں جس چیز کو دیکھو گے اس سے ہدایت ملے گی اور تفسیر روح المعانی

میں سُبُلَنَا کی دو تفسیریں کی ہیں سُبُلَ السَّیْرِ اِلَیْنَا اور سُبُلَ الْوُصُوْلِ اِلٰی جَنَابِنَا۔ یعنی سیر الی اللہ بھی دیں گے اور سیر فی اللہ بھی دیں گے۔

معیتِ خاصہ کا اِنکشاف

اور اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ کی معیتِ خاصہ بھی ملے گی، قلب کو حق تعالیٰ کا قربِ خاص منکشف ہو جائے گا تو پھر آپ کا ایمانِ عقلی استدلالی موروثی ایمانِ ذوقی حالی اور وجدانی سے بدل جائے گا۔ آپ کا دِل محسوس کرے گا کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ۔ ہم اپنے عاشقوں کو ایک نُور دیتے ہیں کہ سارے عالم میں جہاں جاتے ہیں اس نُور کو لئے پھرتے ہیں۔ لیلیٰ سے نجات پاکر سارے عَالم میں اپنے مولیٰ کو دل میں لئے پھرتے ہیں۔

جنّت اُدھار ہے، مولیٰ اُدھار نہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ لیلیٰ تو نقد نظر آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جنت تو اُدھار ہے مولیٰ اُدھا نہیں ہے۔ تمھارا مولیٰ نقد ہے۔ بس لیلیٰ سے نظر بچالو تو میری لذتِ قرب کو اسی وقت دِل میں نقد پالو گے، میری معیتِ خاصہ کو تم اسی لمحہ دل میں محسوس کروگے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ۔ میں تو ہر وقت تمھارے ساتھ ہوں لیکن تم خود غیروں کے عشق میں مُبتلا ہو کر مجھ سے دور ہو جاتے ہو۔ لیلاؤں کو دِل سے نکالو پھر مجھے نہ پاؤ تو کہنا۔ ارے سارے عالم کی لیلاؤں کو، بادشاہوں کے تخت وتاج کو اور تمام لذات کو بھول جاؤ گے۔ اپنے قلب میں مولیٰ کو پا

جاؤ گے۔ جنّت اُدھار ہے تمھارا مولیٰ اُدھار نہیں ہے اِسی لِئے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ کی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کی کہ جو گناہ سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کو دو جنتیں ملیں گی جَنَّةٌ فِی الدُّنْیَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰی دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی حضوری اس کے قلب کو نصیب ہوگی ہر وقت اپنے مولیٰ کے ساتھ رہے گا ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوگا۔

پھرتا ہوں دِل میں یار کو مہماں کیے ہوئے
روتے زمیں کو کوچۂ جاناں کیے ہوئے

سارا عالم اس کے لیے کوچۂ محبوب ہو گا۔ یہ ہے مَولیٰ کی نقد حضُوری۔

جنّت میں اللہ تعالےٰ کی لذّتِ دیدار کا عالم

اور دوسری جنت ہے جَنَّةٌ فِی الْعُقْبٰی بِلِقَآءِ الْمَوْلٰی جب ان آنکھوں سے مولیٰ کا دیدار ہو گا اس وقت اتنا مزہ آئے گا کہ دُنیا کی تمام لیلائیں اور جنّت کی تمام حوریں یاد نہ آئیں گی جب اللہ کو دیکھیں گے تو تمام حوریں، لیلائیں مع جنّت کے سب غائب ہوجائیں گی۔ اللہ تعالےٰ کی لذتِ دیدار کے سامنے کچھ یاد ہی نہ آئے گا ۔

ترے جلوؤں کے آگے ہمتِ شرح و بیاں رکھ دی
زبانِ بے نگہہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

دُنیا سے آخرت تک اللہ تعالےٰ کا ساتھ

بس آج کا مضمون یہی ہے کہ ایک دن مرنا

ہے، یہاں سے روانہ ہونا ہے۔ بتاؤ اس دن قبر میں کاروبار جائے گا؟ بیوپار جائے گا؟ رین قبر میں جائے گا؟ لیلائیں جائیں گی؟ سموسہ پاپڑ جائے گا؟ بیوپار جائے گا؟ صرف دو گز کفن ساتھ جائے گا۔ لہٰذا زمین کے اوپر تھوڑی سے محنت کر کے مولیٰ کو حاصل کر لو تو وہ مولیٰ پھر ہر جگہ ساتھ رہے گا۔ زمین کے نیچے، عالمِ برزخ میں، میدانِ قیامت میں اور جنت میں اللہ تعالیٰ ساتھ ہوگا کبھی اکیلے نہیں رہو گے، چین سے رہو گے اور جن پر مر رہے ہو وہ جیتے جی نظر نہیں آئیں گے۔ جب نزع کا عالم طاری ہوتا ہے اور بڑے بڑے لوگوں کو آکسیجن دی جاتی ہے، موت کی غشی میں کوئی اپنے بیوی بچوں کو نہیں پہچانتا تو لیلاؤں کو کیا پہچانے گا، اگر وہ آ بھی جائیں اور کہیں کہ حضور آپ ہمارے لئے بے قرار، اشکبار اور اختر شمار تھے، ہماری یاد میں راتوں کو تارے گِنا کرتے تھے تو اسے کچھ نظر ہی نہیں آئے گا، کان ان کی آواز کو بھی سننے سے قاصر ہوں گے۔؎

قضا کے سامنے بے کار ہوتے ہیں حواس اکبر
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

اور میرا شعر ہے؎

آ کر قضا باہوش کو بے ہوش کر گئی
ہنگامۂ حیات کو خاموش کر گئی

اور میرا ایک شعر اور ہے جس کو حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت پسند فرمایا تھا؎

یوں تو دُنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دُنیا کی حقیقت کھل گئی

دُنیا سے خروج نہیں اخراج ہوتا ہے

اس سفر میں جوہانسبرگ میں ایک عظیم علم عطا ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کا بلاوا آئے گا اور اس دُنیا سے روانگی ہوگی تو آپ کا کتنا ہی شاندار مکان ہو آپ کا اس مکان سے خروج نہیں اخراج ہوگا یعنی نکلیں گے نہیں نکالے جائیں گے اور نکالنے والے کون ہوں گے؟ یہی اپنے بیوی بچے جن پر ہم مر رہے ہیں جن کے لئے ہم حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے وہی کہیں گے کہ ابا کو جلدی سے گھر سے نکالو کہیں لاش سڑ نہ جائے۔ آہ! ایک دن آنے والا ہے جب اپنے شاندار مکانوں سے ہم نکلیں گے نہیں، نکالے جائیں گے لیکن جن کے دِل میں مولیٰ ہے۔ وہ بڑے مزے میں جائیں گے ہنستے ہوئے مسکراتے ہوئے کہ الحمد للہ مکان اور کاروبار تو چھوٹ رہا ہے لیکن ہم اپنے مولیٰ کو ساتھ لے کر جا رہے ہیں۔

تعمیرِ وطنِ آخرت کے لئے ایک سبق آموز حکایت

ایک بہت احمق اور بے وقوف لوگوں کی بستی تھی۔ وہ اپنے بادشاہ کا انتخاب قابلیت پر نہیں کرتے تھے بلکہ جو راستہ میں مِل گیا اس کو بادشاہ بنا دیا اور سال دو سال کے بعد اس بادشاہ کا مُنہ کالا کر کے گدھے پر بٹھا کے ایک بہت بڑے جنگل میں پھینک

آتے تھے اور وہ راستہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے مرجاتا تھا۔ ایک دفعہ اسی طرح ایک آدمی کو پکڑلیا اور کہا کہ آپ کو بادشاہ بنانا ہے کیونکہ ہمارا بادشاہ کل ہی جنگل باشی بنایا گیا ہے یعنی جنگل کا باشندہ بنایا گیا ہے۔ وہ آدمی عقلمند تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیا بات ہے کہ یہاں ایسی سستی بادشاہت ہے؟ کچھ دال میں کالا ضرور ہے۔ اس نے چند لوگوں کو اپنا ہمراز بنایا۔ اُنھوں نے اس کو بتایا کہ چند سال کے بعد آپ کا مُنہ کالا کیا جائے گا اور آپ کو گدھے پر بٹھایا جائے گا اور جنگل باشی بنا دیا جائے گا۔ اس بادشاہ نے سوچا کہ یہ تو بڑی خطرناک بادشاہت ہے۔ اس نے کیا کیا کہ اپنی سلطنت کے زمانہ میں اس جنگل میں ایک نہایت شاندار مکان بنا لیا' باغات لگا لئے، بکریاں اور گائے پال لیں اور تالاب بھی بنا لیا یعنی اپنے عیش کا تمام سامان مہیا کر لیا۔ پھر جب دو تین سال کے بعد ان پاگلوں کا دماغ خراب ہوا، پاگلوں کی بادشاہت ایسی ہی ہوتی ہے اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ ایک وزیر اعظم نے پاگل خانے کا مُعائنہ کیا اور ایک پاگل سے کہا کہ مُجھے جانتے ہو میں کون ہوں ؟ پاگل نے کہا کہ بتایئے۔ کہا کہ میں وزیرِ اعظم ہوں۔ پاگل بولا کہ جب ہم پاگل خانے سے باہر تھے تو ہم بھی یہی کہا کرتے تھے۔ اب آپ یہاں آ گئے ہیں، کچھ دِن بعد ٹھیک ہو جائیں گے۔

لہٰذا جب ان پاگلوں کا دماغ خراب ہوا تو اس بادشاہ کو بھی اُنھوں نے گدھے پر بٹھایا تو وہ بجائے رونے کے ہنس رہا تھا کیونکہ اس نے اپنے جنگل کو آباد کر لیا تھا اور وہ سمجھ رہا تھا کہ وہاں جا کر عیش کروں گا۔ اس قصہ میں یہ سبق دیا

گیا ہے کہ آخرت میں جہاں ہمیشہ کے لئے جانا ہے اس آخرت کو بنالو، نماز سے، روزہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سے، نظروں کو بچا کر تقویٰ کا غم اُٹھا کر پھر مولیٰ دِل میں ہوگا اور آخرت آباد ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ روح نکلنے سے پہلے ہی جنت دِکھا دی جائے گی۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ اس لئے اولیاء اللہ خوش خوش جاتے ہیں بتائیے دُنیا سے ڈپارچر (روانگی) میں کسی کو شک ہے؟ لیکن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آج کل دِل کمزور ہیں موت اور قبر کے مراقبہ سے جس کا دل گھبراتا ہو اس کو موت کا مراقبہ نہ کراؤ بلکہ یوں کہو کہ اس دُنیا کی عارضی زندگی کا جنت کی دائمی زندگی سے مصافحہ ہونے والا ہے۔ درمیان سے موت کو نکال دیجئے جس کے خیال سے کسی کا دِل گھبراتا ہو۔ بس میری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ لیلاؤں سے جان چھڑاتے رہو اور مولیٰ سے دل و جان چپکاتے رہو۔ اِسی کو سیکھنے کا نام شعبۂ تزکیۂ نفس ہے اور سکھانے کی جگہ کا نام خانقاہ ہے۔ بس خانقاہ اور پیری مُریدی مرشدین اور بُزرگوں کی صحبت کا حاصل بلکہ پورے اسلام اور ایمان اور احسان کا حاصل یہی ہے کہ غیر اللہ سے جان چھڑاتے رہو اور مولیٰ سے اپنے قلب و جان کو چپکاتے رہو۔ اگر گوند میں کمی ہو یعنی محبت کم ہو تو فوراً کسی اللہ والے سے رابطہ کرو۔ اِن شاء اللہ دائمی خوشی نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے بعض عجیب لطائف

کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ نازل کرکے بتادیا کہ ابھی فوراً تم صادقین متقین بننا تو مشکل ہے لہٰذا ابھی تم کسی صادق متقی اور ولی کے پاس رہ کر دیکھو، اتنا چین پاؤ گے کہ تمہاری عقل میں خود سلامتی و روشنی آجائے گی کہ جب اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے اتنا سکون ملا تو جب ہم خود اللہ والے ہوجائیں گے تو ہمارے سکون کے عالم کا کیا عالم ہوگا؟ ان کی صحبت سے تمہیں خود اللہ والا بننے کا متقی بننے کا شوق پیدا ہوجائے گا۔ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے یہ عجیب لطائف اس وقت سمجھ میں آئے۔

اللہ والا بننے کا سب سے آسان نسخہ | بس اللہ والا بننے کا سب سے آسان نسخہ یہ ہے کہ کسی اللہ والے کے ساتھ رہو۔ کسی مرض کے علاج کی ضرورت ہی نہ رہے گی، شیخ کامل کی صحبت ہر مرض کا علاج ہوجاتی ہے۔

اَے تو افلاطون جالینوسِ ما
اَے دوائے نخوت و ناموسِ ما

سب امراض کی دوا اللہ والوں کی صحبت ہے۔ جیسے شملہ پہاڑی پر رہنے سے ہی پھیپھڑے کا زخم اچھا ہوجاتا ہے کسی اللہ والے کے ساتھ رہو تو ریا و تکبر، غفلت و شہوت وغیرہ سارے امراض اچھے ہوجائیں گے۔

صُحبتِ اہل اللہ کی نافعیت کی دلیل منقول | قسمت بدل جاتی ہے کیونکہ ساری بیماری کا سبب شقاوت ہے اور بُخاری شریف کی حدیث ہے لَایَشْقیٰ

جَلِيْسُهُمْ ۔ جو اللہ کے پیاروں کے ساتھ رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی شقاوت کو سعادت سے بدل دیتے ہیں نصیب جاگ جاتے ہیں بد قسمت خوش قسمت ہو جاتا ہے ۔ جب قسمت اچھی ہو جائے گی تو کوئی روحانی بیماری کیسے رہے گی ؟ جو بھی اللہ والوں کے ساتھ رہتا ہے آہستہ آہستہ اللہ والا بن جاتا ہے ۔ لیکن اللہ والا بننے کا ارادہ بھی کرے کیونکہ اگر پائلٹ کا لڑکا پائلٹ کے ساتھ تو رہتا ہے لیکن جہاز چلانا سیکھتا نہیں ہے آنکھ بند کئے سوتا رہتا ہے تو کیا وہ پائلٹ بن جاتے گا ؟ لہٰذا اللہ والوں کے ساتھ رہو تو یہ ارادہ بھی کرو کہ ہمیں اللہ والا بننا ہے ۔ کچھ محنت کرو کچھ غم اُٹھاؤ ۔ اللہ قیمتی ہے ، اللہ کا راستہ قیمتی ہے اس راہ کا راہبر یعنی شیخ قیمتی ہے ، اس راستہ کا ہر غم قیمتی ہے ، اس راستہ میں نظر بچانے میں جو غم آئے گا وہ قیمتی ہو گا یا نہیں ؟ میں تو کہتا ہوں کہ نظر بچانے میں جو غم آتے اس کو ایک ترازو میں رکھو اور سارے عالم کی خوشیاں دوسری طرف رکھ لو تو سارے عالم کی خوشیوں سے یہ غم عظیم المرتبت ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستہ کا غم ہے ۔ اگر ایک کانٹا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چبھ جائے اس کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھو اور دوسری طرف سارے عالم کے پھول رکھ دو تو یہ کانٹا سارے عالم کے پھولوں سے عظمت میں بڑھ جائے گا ۔

راہِ حق کا ہر ایک خار اخترؔ
رشکِ ریحان و سنبل و سوسن

یہی بات اگر ہم سیکھ لیں تو اللہ تعالیٰ کا راستہ آسان ہے ۔ بتائیے صحابہ شہید ہو گئے لیکن اللہ کو ناراض نہیں کیا اور افسوس ہے کہ گردن کٹانا اور شہادت

لینا تو درکنار ہم آج اپنی معمولی سی حرام خوشیوں کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں۔
بس اختر کی یہی فریاد ہے کہ حرام خوشیوں کو آگ لگا دو۔ اللہ تعالیٰ ایسی مستی ایسی دائمی خوشی ایسی لذتِ قرب دیں گے کہ دُنیا ہی میں جنت سے زیادہ مزہ پاجاؤ گے۔ کیونکہ خالقِ جنت جب دل میں ہوگا تو دُنیا ہی میں جنت سے زیادہ مزہ نہ آئے گا؟ کہاں جنت کہاں خالقِ جنت؟ یہ خیالی پلاؤ نہیں ہے حقیقت عرض کر رہا ہوں۔ ذرا عمل کر کے تو دیکھو۔ اگر یہ مزہ نہ پاؤ تو کہنا۔

وہ شاہِ دو جہاں جس دِل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

بس اب الفاظ ساتھ نہیں دے رہے ہیں اس غیر محدود ذات کی لذتِ قرب کو ہماری محدود لغت احاطہ میں لانے سے قاصر ہے بس دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے اور ہم کو جذب فرمالے اگر ہم ان کے نہ بھی بننا چاہیں تو بھی اپنے جذبِ کرم سے ہمیں اپنا بنالے اور ہمیں توفیق عطا فرمادے کہ ہماری زندگی کی ہر سانس ان پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم ان کو ناراض کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔